22

اگر دین دار بننا چاہتے ہو تو ان سارے طریقوں کو اختیار کرو جو دینی ترقی کے لیے ضروری ہیں

(فرمودہ 20 اگست 1954ء بمقام ناصر آباد سندھ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ بنی اسرائیل کی درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا 1

اس کے بعد فرمایا:

"بہت سے لوگ دنیا میں اِس دھوکا میں مبتلا رہتے ہیں کہ اگر خدا ہے اور مذہب ہے تو شاید اِن کی دنیوی کوششیں بیکار اور فضول ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف جائز یا ناجائز، صحیح یا غلط، سچی یا مصنوعی توجہ کر کے جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ اور بعض نادان اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ دنیا میں جو کچھ ہے، سائنس ہے، دنیوی کوششیں اور ان کے نتائج ہیں۔ خدا تعالیٰ کا لوگوں نے ایک ڈھکوسلا بنایا ہوا ہے جس میں صرف وقت ہی ضائع ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ ہمارے دو قانون دنیا میں جاری ہیں۔

ایک دنیوی قانون ہے وہ بھی ہمارا جاری کیا ہوا ہے۔ اور ایک روحانی قانون ہے وہ بھی ہمارا جاری کیا ہوا ہے۔ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ اِس گروہ کی بھی ہم مدد کرتے ہیں اور اُس گروہ کی بھی ہم مدد کرتے ہیں۔ اگر کوئی خدا کا منکر ہو کر بھی دنیوی تدابیر اختیار کرتا ہے اور اُن سامانوں کو استعمال کرتا ہے جو خدا تعالیٰ نے بتائے ہیں تو وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی خدا پر توکّل کی بنیاد ڈال لیتا ہے اور اس کے بتائے ہوئے قانون کے مطابق جو یہ ہے کہ پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھو اور پھر توکّل کرو2 اس کے پیدا کردہ اسباب اور ذرائع کو استعمال کرتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ پر توکل بھی کرتا ہے تو وہ بھی کامیاب ہو جاتا ہے۔ لیکن درمیانی طبقہ جو کہتا ہے کہ میں نہ اِدھر کا ہوں اور نہ اُدھر کا اور جو لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ کا مصداق ہوتا ہے وہ منافق ہوتا ہے۔ نہ وہ اِس قانون کی پابندی کرتے ہیں اور نہ اُس قانون کی پابندی کرتے ہیں۔ جب نماز روزہ کا وقت آتا ہے تو کہتے ہیں نماز اور روزہ میں کیا رکھا ہے؟ یا جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگ نماز میں مرغوں کی طرح ٹھونگیں مارتے ہیں۔3 وہ بھی ایسی نماز پڑھتے ہیں جس میں نہ تضرّع ہوتا ہے، نہ زاری ہوتی ہے، نہ دعا ہوتی ہے، نہ خدا تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے۔ اِسی طرح جب دوسروں سے معاملات کا وقت آتا ہے تو اُن میں اسلامی اخلاق نظر نہیں آتے بلکہ ان میں وہ اخلاق بھی نہیں ہوتے جو کم سے کم دنیادار لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور جب انہیں کہا جائے کہ تم دنیوی تدابیر اختیار کرو، سائنس کی معلومات سے فائدہ اُٹھاؤ، محنت اور کوشش سے کام لو، خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ سامانوں کو استعمال کرو تو کہتے ہیں جانے دو ہم تو مذہبی آدمی ہیں۔ گویا ان کی مثال بالکل شترمرغ کی سی ہوتی ہے کہ نہ وہ اُڑتے ہیں اور نہ بوجھ اُٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم بالکل دہریہ ہو جاؤ تب بھی میں تمہاری مدد کروں گا۔ تم سچے ایمان دار بن جاؤ تب بھی میں تمہاری مدد کروں گا۔ لیکن ایمان داری کا سوال آئے تو دہریہ بن جاؤ اور دہریت کا سوال آئے تو ایمان دار بن جاؤ یہ دوغلاپن ہے، جس کی موجودگی میں کوئی شخص کامیاب نہیں ہوسکتا۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ یورپ والے کیوں ترقی کر رہے ہیں جبکہ وہ ایمان دار نہیں؟ اِس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اِسی آیت میں دیا ہے کہ

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ ہم اِس کی بھی مدد کرتے ہیں اور اُس کی بھی مدد کرتے ہیں۔ چاہے وہ ہمیں ماننے والے ہوں یا نہ ماننے والے ہوں مگر قانونِ قدرت کی پابندی کرنے والے ہوں۔ اگر کوئی شخص خداتعالیٰ کا انکار کرتا ہے لیکن وہ اُن ضروری سامانوں کو اختیار نہیں کرتا جو دنیوی ترقی کے لیے اُسے اختیار کرنے چاہییں، وہ سائنس کی ایجادات سے فائدہ نہیں اُٹھاتا، وہ محنت اور کوشش سے کام نہیں لیتا، وہ سُستی اور کاہلی اور نکمے پن کو ترجیح دیتا ہے تو وہ بھی ناکام ہوگا۔ اور اگر کوئی خدا پر توکّل ظاہر کر کے پھر حقیقی رنگ میں توکّل نہیں کرتا، جہاں کوشش کرنی چاہیے وہاں کوشش نہیں کرتا، جہاں محنت کرنی چاہیے وہاں محنت نہیں کرتا تو اُسے بھی وہ حصہ نہیں ملے گا جو دنیوی رنگ میں کوشش کرنے والوں کو الٰہی قانون کے ماتحت ملا کرتا ہے اور وہ حصہ بھی نہیں ملے گا جو خداتعالیٰ کے خالص بندوں کو روحانی رنگ میں ملا کرتا ہے۔

پس ہر شخص کو یاد رکھنا چاہیے کہ دوغلا پن انسان کو کبھی کامیاب نہیں کر سکتا۔ دوغلا پن کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے جیسے ہمارے ملک میں اینگلوانڈین (Anglo - Indain) ہوا کرتے تھے۔ جن کے ماں باپ میں سے ایک انگریز ہوتا اور ایک ہندوستانی۔ انگریز بھی انہیں پسند نہیں کرتے تھے اور ہندوستانی بھی انہیں پسند نہیں کرتے تھے۔ انگریز کہتے تھے کہ یہ ہم میں سے نہیں ہیں اور ہندوستانی کہتے تھے کہ یہ ہم میں سے نہیں ہیں۔ جب پارٹیشن کا سوال پیدا ہوا تو لاہور میں اُن کی بھی میٹنگ ہوئی کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ اُس وقت ان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اُس نے کہا پہلے ہمیں یہ بتاؤ کہ ہم ہیں کیا؟ انگریز کہتے ہیں کہ تم ہم میں سے نہیں اور ہندوستانی کہتے ہیں کہ تم ہم میں سے نہیں۔ پس ہمیں بتایا جائے کہ ہم کیا ہیں؟ اِس پر ایک پُر مذاق شخص کھڑا ہوا اور اُس نے کہا میں بتاتا ہوں۔ ایک عورت کے بچہ پیدا ہونے والا تھا مگر ابھی اُسے دردِ زِہ شروع نہیں ہوا تھا اور وہ سمجھتی تھی کہ ابھی کچھ دیر ہے۔ اِس اطمینان میں وہ غسل خانے میں نہانے چلی گئی۔ وہ ٹب میں بیٹھی ہی تھی کہ بچہ پیدا ہو گیا۔ یہی ہمارا حال ہے۔ ہم ٹب کے بچے ہیں۔ نہ ہم گھر میں پیدا ہوئے ہیں نہ ہسپتال میں۔ غسل خانے میں پیدا ہو گئے ہیں۔ یہ انسان بھی ایسا ہی ہوتا ہے کسی کی نسل میں سے نہیں ہوتا۔ نہ خدا اسے اپنا سمجھتا ہے اور نہ دنیادار اسے اپنا سمجھتے ہیں۔ یورپ والے کہتے ہیں

کہ اگر تم ہمارے جیسا بننا چاہتے ہو تو ہمارے والا علم سیکھو، ہمارے والا کھانا کھاؤ، ہمارے والے سامان استعمال کرو، ہماری جیسی محنت کرو۔ اور خدا اسے اس لیے اپنا نہیں سمجھتا کہ وہ کہتا ہے تم نے میرے والی نماز نہیں پڑھی، میرے والا روزہ نہیں رکھا، میرے والا حج نہیں کیا، میرے والی زکوٰۃ نہیں دی۔ پس وہ اینگلوانڈین ہوتا ہے مگر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اِس طریق کو اختیار کرنا کتنا نقصان دِہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی صوفی کا قول بیان فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم دنیا میں عزت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو کسی کے لڑ لگ جاؤ۔ یا دین دار بن جاؤ یا دنیادار بن جاؤ[4] مگر یہ دین دار کہلاتا ہے اور دین سے بے بہرہ رہتا ہے اور دنیا دار کہلاتا ہے اور دنیا کا علم حاصل نہیں کرتا۔ دنیوی ترقی کے لیے کوشش نہیں کرتا۔ یورپ والے خدا کو نہیں مانتے مگر مذہب اُن کا عیسائیت ہے مگر اکثریت خدا تعالیٰ کی منکر ہے۔ لیکن دہریت کے باوجود وہ انتہا درجہ کی قربانی کرتے ہیں۔ ایسی قربانی جو بعض دفعہ مذہب والے بھی نہیں کر سکتے اس لیے وہ جیتتے چلے جاتے ہیں کیونکہ خدا نے کہا ہے کہ كُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَ هٰۤؤُلَآءِ جو دنیا کی کوشش کرے گا ہم اُس کو دنیا میں کامیاب کر دیں گے اور جو دین کے لیے کوشش کرے گا ہم اُس کو دین میں کامیاب کر دیں گے۔ مگر جو ایک ٹانگ دین کی طرف رکھتا ہے اور ایک ٹانگ دنیا کی طرف رکھتا ہے، جب دنیا کے لیے قربانی کا وقت آتا ہے تو وہ خداپرست بن جاتا ہے اور جب دین کے لیے قربانی کا وقت آتا ہے تو دنیادار بن جاتا ہے۔ فرماتا ہے اُس کی ہم مدد نہیں کرتے کیونکہ وہ منافق ہے۔

دیکھ لو! یورپ نے اور امریکہ نے اور جاپان نے کتنی بڑی ترقی حاصل کی ہے۔ وہ تم سے زیادہ معزز ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہم خدا کو نہیں مانتے، ہم محنت کرتے ہیں اور زورِ بازو سے دنیا کماتے ہیں۔ اور ایک وہ ہیں جو خداتعالیٰ سے سچا تعلق رکھتے ہیں، وہ اُس کے احکام پر عمل کرتے ہیں جیسے نفس کو قابو میں رکھنا، شرارتوں سے باز رہنا، جھوٹ، دھوکا اور فریب سے بچنا، کسی پر ظلم نہ کرنا، دوسرے کا حق غصب نہ کرنا، پہلے اونٹ کا گُھٹنا باندھنا اور پھر توکّل کرنا ان کی بھی خداتعالیٰ مدد کرتا ہے۔ غرض دونوں کی مدد ہمیں نظر آتی ہے۔ لیکن دوغلوں کی مدد ہمیں کہیں نظر نہیں آتی۔ نہ خدا اُن کی مدد کرتا ہے اور نہ دنیادار لوگ انہیں منہ لگاتے ہیں۔ وہ اِسی

طرح جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اِس طریق کو اختیار کرنا چاہے تو اُس کی مرضی ورنہ عقلمند انسان یہی چاہتا ہے کہ وہ طریق اختیار کرے جس سے اُس کی عزت بڑھے۔ پس اگر کوئی شخص دنیا دار بننا چاہتا ہے تو اُس کا فرض ہے کہ وہ اُن سارے طریقوں کو اختیار کرے جو دنیادار اپنی ترقی کے لیے اختیار کرتے ہیں۔ اور اگر دین دار بننا چاہتا ہے تو اُس کا فرض ہے کہ وہ اُن سارے طریقوں کو اختیار کرے جو دینی ترقی کے لیے ضروری ہیں۔ وہ سچائی سے کام لے، تقوٰی کو اختیار کرے، دھوکے بازی سے بچے، جھوٹ اور فریب سے کام نہ لے، معاملات میں تحمل اور بردباری کا طریق اختیار کرے، فساد نہ کرے، بغاوت سے بچے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہی طریق ہے جس سے عزت حاصل ہوسکتی ہے۔ اگر کوئی شخص اِس طریق کو اختیار نہیں کرتا تو وہ منافق ہے اور جب بھی ہمیں موقع ملے گا ہم ترقی دینے کی بجائے اسے سزا دیں گے کیونکہ اس نے دوغلاپن سے کام لیا''۔ (الفضل 8 ستمبر 1954ء)

1: بنی اسرائیل: 21

2: جامع الترمذی ابوابُ صِفَةِ الْقِیَامَةِ باب حدیثِ اعْقَلْهَا وَتَوَكَّلْ۔

3: ملفوظات جلد 2 صفحہ 184۔ 5/اپریل 1902ء